البقرۃ : 36 [تالیف: بنت عبد الشکور]

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۔ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۔ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ

(پھر شیطان نے اُن دونوں کو پھسلا دیا اور انھیں اُس سے نکلوا دیا جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا: یہاں سے اترو، تم میں سے بعض، بعض کے دشمن ہیں اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ ہے اور تمہیں ایک [خاص] وقت تک اِس سے فائدہ اٹھانا ہے۔)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا (پھر شیطان نے اُن [آدمؑ اور حواؑ] کو پھسلا دیا)

فَاَزَلَّهُمَا (ز ل ل) ← بلا ارادہ قدم کا پھسل جانا۔
جو گناہ بِلا ارادہ سرزد ہو جائے اُسے بھی بطور تشبیہ زَلَّةٌ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

عَنْهَا (اُس سے): 1> هَا کی ضمیر اگر جنت کی طرف ہو تو اِس کا مطلب "شیطان نے دونوں (آدمؑ اور حواؑ) کو جنت سے دُور کیا"۔
2> هَا کی ضمیر اگر الشَّجَرَة [درخت] کی طرف ہو تو اِس کا مطلب "شیطان نے اُس درخت کی وجہ سے دونوں [آدمؑ اور حواؑ] کو پھسلا دیا۔

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ (اور جس میں وہ تھے، اُس سے اُن کو نکلوا دیا)

شیطان نے دونوں کو جنتی لباس، عمدہ رہائش، عمدہ رزق اور راحت کے سامان سے محروم کروا دیا۔
ابلیس لگاتار وسوسے ڈالتا رہا۔ لیکن آدمؑ اور حواؑ بچتے رہے۔ آخر ایک مدت گزرنے کے بعد شیطان نے آدمؑ اور حواؑ کو پھسلا ہی دیا۔ الاعراف: 22 - 20 ← "پھر شیطان نے اُن دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ اُن کی ستر کی چیزیں [شرمگاہیں] جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں کھول دے۔ اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تمہیں صرف اس لئے اِس درخت سے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور اُس نے ان دونوں سے قسم کھالی کہ یقین جانیئے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں"۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ شیطان انسان کا دشمن بن کر نہیں پھسلاتا بلکہ اپنے آپ کو انسان کا خیر خواہ جتلاتا ہے۔ بہرحال آدمؑ اور حواؑ اُس کے اِس فریب میں آگئے۔ اور جیسے ہی اُس درخت سے اُن دونوں نے چکھ لیا تو فوراً اُن دونوں کا جنتی لباس اُتر گیا اور اُن کی ستر کی چیزیں کھل گئی۔ اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگ گئے اور فوراً انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔
یاد رہے! انبیاء سے غلطی یا گناہ بھول چوک سے ہو سکتی ہیں۔ اِسی لیے :
طٰهٰ : 115 ← "اور ہم نے اِس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر [مدت گزرنے کی وجہ سے اللہ کے عہد کو آدمؑ] بھول گئے اور ہم نے اُس [آدمؑ] میں کوئی عزم نہ پایا [یعنی اُن میں نافرمانی کا ارادہ نہیں پایا]"۔ معلوم ہوا کہ انبیاء عمداً کوئی غلطی یا گناہ یا خطا نہیں کرتے بلکہ اُن سے بھول ہو سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی قابلِ تلافی معاملہ ہو تو وحی کے ذریعے اُس کی تلافی کر دی جاتی ہے۔
بہرحال! کئی درختوں میں سے صرف ایک درخت ہی حرام تھا۔ اِسی طرح ہماری شریعت میں حرام چیزیں بہت ہی محدود ہیں۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا (اور ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ)

اِهْبِطُوْا (ھ ب ط) ← [امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر] کسی چیز کا بے اختیار اوپر سے نیچے اترنا۔

مسلم :- رسولؐ نے فرمایا: "بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدمؑ پیدا کئے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن اس سے نکالے گئے۔"

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (تم میں سے بعض لوگ بعض کے دشمن ہیں)

1> شیطان انسان کا اور انسان شیطان کا دشمن ہے۔
2> بعض انسان بعض انسان کے دشمن ہوں گے۔

وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ ہے اور تمہیں ایک [خاص] وقت تک اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔)

تمہارے زندگی کے لئے جو کچھ ضرورت ہے وہ سب کچھ رکھ دیا گیا اب تمہیں ایک خاص وقت تک وہاں رہنا ہیں۔ خاص وقت تک زمین سے فائدہ اٹھانا ہے اِس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے :
1> جب تک تم زندہ رہو گے تب تک
2> جب تک زمین قائم رہے گی، کیونکہ قیامت کے دن زمین بھی ختم کر دی جائیگی۔

ایک مخصوص مدت کے لئے تمہیں زمین میں رہنے کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ پہلے ہی بتا دیا گیا کہ انسان کو ہمیشہ کے لئے زمین پر نہیں رہنا ہے۔ اُسے ایک امتحان کے لئے بھیجا جا رہا ہے اور اُس کے ساتھ اُس کا دشمن بھی جا رہا ہے۔ اور انسانوں کی بھی باہم بعض انسانوں سے دشمنی ہوگی۔ اور دیکھا جائے تو شیطان ہی انسانوں کے اندر وسوسے ڈال کر آپس میں لڑاتے رہتا ہے۔

خلاصہ :-
1> شیطان کا پہلے ہی دن سے انسان کا دشمن ہونے کی وجہ تو واضح طور پر بیان ہو چکی ہے لہٰذا انسان اگر شیطان کو واقعی دشمن سمجھے گا تب ہی اُسکی نجات کی امید ہو سکتی ہے۔
2> بغض و دشمنی کی جگہ دنیا تو ہو سکتی ہے لیکن جنت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا سب کو جنت سے نکالا گیا اور زمین میں ایک مقررہ وقت تک چلے جانے کا حکم دیا گیا۔

سبق :-
1> آدمؑ اور حواؑ نے اللہ کی صرف ایک ہی نافرمانی کی تھی تو اُن کو جنت سے نکال دیا گیا۔ ہم اللہ کی کئی نافرمانیاں کرتے ہیں اور ذرا بھی اِس بارے میں سوچتے نہیں۔
2> آدمؑ اپنی بیوی (حواؑ) کے ساتھ بہت خوبصورت زندگی گزار رہے تھے لیکن شیطان یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میاں بیوی کے درمیان محبت ہو اور نہ ہی یہ چاہتا کہ وہ دونوں پُر سکون زندگی گزارے۔ وہ تو چاہتا ہے کہ میاں بیوی کی زندگی جو جنت جیسی ہے وہ جہنم بنا دوں۔
3> شیطانی وسوسوں سے بچنا ہے۔ یہ بھی ایک بڑا امتحان ہے کہ انسان وسوسوں پر قابو پائے۔ اگر انسان کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اُسے وسوسوں سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ درست سوچ رکھنی ہوگی۔ جب سوچ خواہشات نفس یا شیطان کے وسوسوں کے تابع ہو جاتی ہیں وہی سے انسان کے بگاڑ کی شروعات ہوتی ہے۔ پھر وہ غلط راستے پر چل پڑتا ہے۔ اِس لئے اپنی سوچ وحی الٰہی کے تابع ہونی چاہیے۔
اکثر خرابی وسوسوں سے ہی شروع ہوتی ہے۔ انسان کا پہلا گناہ وسوسوں کی وجہ سے ہوا۔ قرآن کی آخری سورت (سورۃ الناس) بھی وسوسوں سے بچنے کے لئے ہے۔ یعنی قرآن اگر پورا سمجھ اور پڑھ کر ختم بھی کرے تو بھی ہمیں وسوسوں سے بچنے کی بہت ضرورت ہے وہ چاہے کوئی انسان ہمارے دلوں میں ڈالے یا شیطان ڈالے۔ اگر کوئی وسوسہ آجائے تو اُسے آگے نہ بڑھائے بلکہ چھوڑ دے اور اللہ کی پناہ میں آجائے۔

Compiled by : Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)